بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کا بھائی چارہ واخوت

''اسوہ انسان کامل''

از حافظ مظفر احمد

نبی کریمؐ کی صحابہ سے رافت وشفقت

قرآن شریف میں نبی کریمؐ کے پاکیزہ اخلاق کا نقشہ یہ پیش کیا گیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ التوبہ 128)

یعنی اے لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بے حد خواہش مند ہے اور مومنوں کے ساتھ انتہائی نرمی و رافت سے پیش آنیوالا اور محبت و پیار کا سلوک کرنے والا ہے۔

نبی کریمؐ کی رافت و رحمت اپنی مثال آپ تھی۔ دراصل آپ کی محبت یا نفرت خدا کی خاطر ہوا کرتی تھی اور خدا کا حکم آپ کو یہ تھا وہ لوگ جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کو مت دھتکارنا۔ وہ خدا کی رضا چاہتے ہیں۔ (سورۃ الانعام:53)

غریب صحابہ سے شفقت

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غریب مہاجرین کی

ایک جماعت میں بیٹھا تھا جن پر تن کے پورے کپڑے بھی نہیں تھے۔ ایک قاری ہمیں قرآن سنا رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہؐ تشریف لائے۔ آپ ہمارے پاس کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگیا۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا تم کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ قاری ہمیں قرآن شریف سنا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے کہ جن کے ساتھ مجھے مل بیٹھنے اور حسن معاشرت کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے حلقہ بنالو تاکہ سب کے چہرے سامنے ہوں۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے حضورؐ نے میرے سوا کسی کو نہیں پہچانا۔ آپؐ فرمانے لگے اے مہاجرین میں سے مفلسوں کی جماعت! تمہیں قیامت کے دن کامل نور کی بشارت ہو۔ تم جنت میں امراء سے آدھا دن پہلے داخل ہوگے اور یہ آدھا دن بھی پانچ سو سال کے برابر ہے۔ (ابوداؤد) [1]

حضرت انس بن مالکؓ خادم رسول نے ایک مجنون عورت کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ومحبت کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے کہ مدینہ میں ایک پگلی سی عورت رہتی تھی۔ جسکا نام ام زفر تھا، حضرت خدیجہؓ کی خادمہ خاص رہ چکی تھی، بعد میں عقل میں کچھ فتور پڑ گیا)۔ وہ ایک روز حضورؐ کے پاس آگئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپؐ سے ایک ضروری کام ہے۔ علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے کس وسعت حوصلہ سے اس کمزور اور دیوانی عورت کو یہ جواب

دیا کہ اے فلاں کی ماں! مدینہ کے جس راستہ یا گلی میں کہو بیٹھ جاؤ اور میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات سنوں گا اور تمہارا کام کر دونگا۔ چنانچہ وہ عورت ایک جگہ جا کر بیٹھ گئی۔ حضورؐ بھی اس کے ساتھ بیٹھ رہے۔ اس عورت نے اپنی حاجت بیان کی اور آپ اس وقت تک اٹھے نہیں جب تک اس عورت کی تسلی نہیں ہوگئی۔ (ابن ماجہ) [2]

غلاموں، لونڈیوں کا جو حال اُس زمانہ میں تھا تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اسے خوب جانتے ہیں۔ اُن سے جانوروں کا سا سلوک ہوتا تھا۔ ایک حبشی لونڈی مدینہ میں رہتی تھی اسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ ایک روز بے چاری اپنی بیماری کی شکایت لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضور مجھے جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپؐ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس تکلیف اور بے پردگی سے بچائے۔ آپؐ نے اس حبشی خاتون کی بہت دلداری فرمائی۔ کچھ دیر تسلی کی باتیں اس سے کرتے رہے پھر فرمانے لگے اگر تم چاہو اور صبر کرسکو تو تمہیں اسکے بدلہ جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ معجزانہ طور پر تمہیں اس بیماری سے شفا دیدے۔ وہ کہنے لگی حضور! میں صبر کرتی ہوں لیکن آپ یہ دعا ضرور کریں کہ میں مرگی کی حالت میں بے پردگی سے بچ جاؤں۔ حضرت ابن عباسؓ لوگوں کو یہ لونڈی دکھا کر کہتے تھے کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں۔ (الشفاء) [3]

غریبوں سے دوستی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی جسکا نام زاہر تھا وہ نبی کریمؐ کو دیہات کی چیزیں تحفہ میں لاکر دیا کرتا تھا اور نبی کریمؐ اسے انعام و اکرام سے نوازتے اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اسکے شہری ہیں۔ حضورؐ اس سے بہت محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ وہ شخص بہت سادہ شکل کا بھدا سا تھا۔ ایک دفعہ حضورؐ نے اس کو دیکھا کہ وہ بازار میں اپنا سودا بیچ رہا ہے۔ آپ نے پیچھے سے جاکر باہیں اسکی گردن میں ڈال دیں۔ وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکا۔ کہنے لگا اے شخص! مجھے چھوڑ دو۔ پھر جو اس نے مڑکر دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ حضورؐ ہیں تو وہ خوشی سے اپنی پُشت حضورؐ کے جسم مبارک سے رگڑنے لگا۔ حضورؐ فرمانے لگے میرا یہ غلام کون خریدیگا وہ بولا اے اللہ کے رسول! پھر تو آپ مجھے بہت ہی بے کار سودا پائینگے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک تو تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔ تمہاری بڑی قدر و قیمت ہے۔ (احمد) 4

بدوؤں سے سلوک

یہ تو غرباء اور فقراء صحابہ کے ساتھ آنحضورؐ کا شفقت و رافت کا تعلق تھا۔ مدینہ کے اردگرد رہنے والے اجڈ بدوؤں اور درشت رُو اعراب سے بھی آپ ہمیشہ رافت کا سلوک فرماتے جن کے اخلاق و عادات کے بارہ میں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''بادیہ نشین کفر اور منافقت میں سب سے زیادہ

سخت ہیں اور زیادہ رجحان رکھتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اسکی حدود کو نہ پہچانیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ: 97)

اکثر و بیشتر جنگلی بدو آکر عجیب وغریب سوال آپؐ کی مجلس میں کرتے ہیں اور آپ ہیں کہ نرمی سے جواب دیتے چلے جارہے ہیں۔ آپؐ صحابہ سے محو گفتگو ہیں۔ ایک بدو آکر مخل ہوتا ہے اور درمیان میں ٹوک کر سوال کرتا ہے کہ قیامت کب آئیگی؟ اب جسے علم دین کی سوجھ بوجھ ہی نہیں اسے انسان اسکا کیا جواب دے اور کیسے سمجھائے۔ حضورؐ اپنی بات جاری رکھتے ہیں اور اصحاب رسول چہ میگوئیاں کررہے ہیں کہ شاید حضورؐ نے اسکا سوال سنا ہی نہیں اسلئے جواباً خاموش ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حضورؐ نے اسکا سوال ہی پسند نہیں فرمایا اسلئے جواب نہیں دے رہے۔ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد حضورؐ کو اس بدو سائل کا خیال آتا ہے پوچھتے ہیں قیامت کی بابت پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ عرض کرتا ہے اے خدا کے رسول! میں یہ بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا! جب امانت ضائع ہوجائیگی تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا۔ وہ بدو یہ جواب پاکر اور سوال کردیتا ہے کہ جناب! امانت کے ضائع ہونے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ آپؐ از راہ شفقت پھر اسے سمجھانے لگ جاتے ہیں کہ امانت کے ضائع ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حکومت نااہل لوگوں کے سپرد ہوجائے تو سمجھنا کہ یہ قیامت کی علامت ہے۔ (بخاری) 5

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا میرا چھوٹا سا کام ہے ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں آپؐ میرے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لاکر پہلے میرا کام کر دیں۔آپؐ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اسکا کام انجام دے کر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔(ابوداؤد) [6]

نبی کریم ﷺ دینی مصروفیات کے باوجود باہر سے مدینہ میں آئے ہوئے بدّوؤں کی تالیف قلبی کی ہر ممکن کوشش فرماتے تھے۔ایک دفعہ ایک اعرابی بیمار ہو گیا۔آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔اُسے تسلّی دلاتے ہوئے دعائیہ انداز میں فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو جلد بیماری دور ہو جائیگی اور ظاہری و باطنی صفائی ہو جائے گی۔اس نے مایوسی سے کہا آپؐ یہ کہتے ہیں مجھے تو ایسا بخار لگتا ہے جو ایک بڈھے میں جوش مار رہا ہے اور اسے قبر کی طرف لے جا رہا ہے۔رسول کریمؐ نے فرمایا اگر تمہارا یہی خیال ہے تو پھر یہی سہی۔(بخاری) [7]

حضورؐ کی شفقت تو یہ تھی کہ اعرابی کی عیادت کے لئے بنفس نفیس تشریف لے گئے پھر اُسے تسلّی دلائی اور اُس کے حق میں دعا کی، مگر اس نے ان تمام باتوں کے باوجود ادب رسولؐ کا لحاظ نہ کیا۔پھر بھی آپؐ نے ایک بیمار اور بوڑھے سے تکرار مناسب نہیں سمجھی اور اسکی کہی بات کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر خاموشی فرمائی۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ توہم پرستی کو رد کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ دراصل کوئی بیماری اپنی ذات میں متعدی نہیں ہوتی۔اس پر ایک اعرابی بول پڑا کہ میرے اونٹ جو ہرن کی طرح صحت مند ہوتے ہیں کسی خارش زدہ اونٹ کے قریب آنے سے انہیں کیوں خارش ہو جاتی ہے؟ نبی کریمؐ نے کیسے پیار اور حکمت سے اسے سمجھایا کہ اگر تمہاری بات ہی درست ہے تو پھر یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی تھی؟(بخاری) [8]

اور یوں ایک بدّو کو بھی دوران گفتگو سوال کرنے پر آپؐ نے جھڑکا نہیں حقیر نہیں سمجھا بلکہ معقولیّت سے قائل کر کے خاموش کیا۔

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے رسول اللہؐ کو ایک اونٹنی تحفہ دی۔حضورؐ نے اس کے عوض اسکو سات اونٹنیاں دیں مگر وہ پھر بھی ناراض تھا کہ مجھے کم دیا ہے۔اس پر آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی تحفہ دی ہے اور جیسے میں اپنے گھر کے لوگوں کو پہچانتا ہوں اُسی طرح خوب پہچانتا ہوں کہ یہ میری ہی اونٹنی ہے۔یہ اونٹنی فلاں دن مجھ سے گم ہوئی تھی جو اَب اس نے مجھے تحفہ دی ہے۔میں نے اس کے بدلے اس کو چھ اونٹنیاں دی ہیں اور یہ ابھی بھی ناراض ہے۔آئندہ سے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں کسی کا ایسا تحفہ قبول نہیں کرونگا۔ہاں قریش، انصار، بنو ثقیف یا دوس قبیلہ کے مخلصین کا تحفہ رد نہیں کرونگا۔(احمد) [9]

حبشی کی دلداری

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک حبشی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کرنے لگا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا کہ سوال کر کے مسائل سمجھ لو۔ وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول آپؐ سفید لوگوں کو ہم کالے لوگوں پر شکل وصورت اور رنگ کے لحاظ سے بھی فضیلت دی ہے اور نبوت کے لحاظ سے بھی۔ اگر میں آپؐ کی طرح ان چیزوں پر ایمان لاؤں جن پر آپؐ ایمان لائے ہیں اور جس طرح آپؐ عمل کرتے ہیں میں بھی عمل کروں تو کیا مجھے بھی جنت میں آپؐ کا ساتھ نصیب ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ پھر نبی کریمؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں ایک سیاہ حبشی کے نور کی سفیدی ایک ہزار سال کی مسافت سے بھی نظر آئے گی۔ پھر فرمایا جس شخص نے کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا اللہ کے ہاں اسکے لئے اس کلمے کی وجہ سے ایک عہد لکھا جاتا ہے۔ جو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا یارسول اللہؐ ان باتوں کے باوجود پھر ہم کیسے ہلاک ہوجائیں گے؟ رسول کریمؐ نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن ایک عمل پیش کرے گا کہ اگر اسے ایک پہاڑ پر بھی رکھا جائے تو پہاڑ کو اسے اٹھانا بوجھل معلوم ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اس عمل پر بھاری ہوگی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دامن پھیلا کر اسے زیادہ اجر

عطا فرمادے۔ پھر حضورؐ نے سورۃ الدھر کی ابتدائی اکیس آیات کی تلاوت فرمائی۔ جن میں جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اس پر وہ حبشی کہنے لگا یارسول اللہ کیا میری آنکھیں بھی جنت کی نعمتوں کو اسی طرح دیکھیں گی جس طرح آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ اس پر وہ حبشی بے اختیار رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی روح پرواز کرگئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ اس حبشی کی تدفین کے وقت نبی کریمؐ اسے خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھ رہے تھے۔ (ھیثمی) 10

رسول کریمؐ کی رافت ورحمت کی بے شمار مثالوں میں سے یہ چند نمونے ہیں۔ اس قسم کے دیگر کئی دلچسپ واقعات بعض اور متعلقہ عناوین میں شامل ہیں۔

حوالہ جات

1 ابو داؤد کتاب العلم باب القصص

2 ابن ماجہ کتاب الزھد باب البرائۃ من الکبر:4167

3 الشفا للقاضی عیاض جز ثانی ص111

4 مسند احمد جلد3ص161مطبوعہ بیروت

5 بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً

6 ابو داؤد کتاب الادب

7 بخاری کتاب المرضی باب عیادۃ الاعراب

8 بخاری کتاب الطب باب لاعدوی

9 مسند احمد جلد۲ ص292مطبوعہ بیروت

10 مجمع الزوائد جلد10ص420مطبوعہ بیروت

نبی کریمؐ کی صحابہ سے محبت اور صحابہ کا عشق رسول

محبت دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے، حسن سے یا احسان سے۔ حسن طبعاً اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے، ایک حسین وجود ہر صاحب ذوق کا دل اپنی طرف کھینچ کر کہتا ہے کہ نظارہ حسن تو یہاں ہے۔ پھر ہمارے نبی کریم ﷺ تو حسن ظاہری و باطنی کا بہترین نمونہ تھے، ایک شاعر نے آپؐ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

اے پاک نبیؐ آپ ہر عیب سے اس طرح پاک وصاف پیدا کئے گئے گویا جس طرح آپؐ چاہتے تھے اس طرح ہی بنائے گئے۔

ماہتاب وآفتاب سے بھی بڑھ کر حسین اس پیکر حسنِ روحانی نے مطلع عالم پر طلوع ہو کر کیا قیامت ڈھائی اُسکا ایک نظارہ براء بن عازبؓ کی نظر سے یوں ہے۔ انکا بیان ہے چودھویں کی رات تھی۔ چاند اپنے پورے جوبن پر تھا۔ ہمارے محبوب رسولؐ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا۔ میں ایک نظر چودھویں کے چاند پر اور ایک اپنے پیارے محبوب کے روشن چہرے پر ڈالتا تھا اور خدا کی قسم اس

کو اس کی وہ تعظیم کرتے نہیں دیکھا جو محمدؐ کے ساتھی اس کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہؐ کوئی تھوک بھی نہیں پھینکتے مگر ان کا کوئی ساتھی اُسے اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ انہیں کوئی بات کہتے ہیں تو وہ لبیک کہتے اور فوراً اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب محمدؐ وضو کرتے ہیں تو اس کے پانی کا ایک قطرہ بھی وہ نیچے گرنے نہیں دیتے اور لگتا ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لینے کیلئے جیسے وہ لڑ پڑیں گے۔ پھر جب وہ بات کرتا ہے تو وہ خاموشی سے سنتے ہیں۔ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اس کے سامنے نیچی آواز میں بات کرتے ہیں۔ الغرض صحابہ کے عشق و محبت کا یہ وہ نظارہ تھا جس نے مشرک سردار عروہ کو بھی حیران و ششدر کر دیا۔ (بخاری) 31

رسول کریمؐ کے ایک اور عاشق صادق حضرت ابوایوبؓ انصاری تھے۔ ہجرت مدینہ کے معاً بعد رسول اللہؐ آپؓ کے مکان میں آکر رہائش پذیر ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے ابوایوبؓ کی محبت کا عجب عالم تھا۔ چھ یا سات ماہ کا سارا عرصہ جو آنحضرت ﷺ ان کے ہاں فروکش رہے، انہوں نے مہمانی کا حق خوب ادا کیا۔ سارا عرصہ رسول اللہ ﷺ کا کھانا باقاعدگی سے تیار کر کے بھجواتے رہے۔ جب کھانا بچ کر آتا تو اس پر رسول خداؐ کی انگلیوں کے نشانات دیکھتے اور وہاں سے کھانا تناول کرتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ ابوایوبؓ جو رسول خداؐ کا بچا ہوا تبرک کھانے کے عادی تھے دوبارہ حاضر ہوئے۔

عرض کی حضورؐ نے آج کھانا تناول نہیں فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا آج کھانے میں پیاز لہسن تھا اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔ ابوایوبؓ نے عرض کی ''حضورؐ جسے آپؐ ناپسند فرماتے ہیں آئندہ سے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' (الاصابہ) 32 (معلوم ہوتا ہے کچّا پیاز لہسن ہوگا جسے پسند نہیں فرمایا)۔

انہیں عشاقِ رسولؐ میں سے زید بن حارثہؓ بھی تھے جنہیں انکے قبیلہ پر حملہ کے دوران پکڑ کر بیچ دیا گیا تھا۔ یہ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کر دیا تو آپؐ نے آزاد کر کے زیدؓ کو منہ بولا بیٹا بنالیا۔ زیدؓ رسول اللہؐ کی شفقتوں کے مورد بنے اور ''حِبّ رسول'' یعنی رسول اللہؐ کے پیارے کہلائے۔ زیدؓ بھی رسول اللہؐ کی محبت کے اسیر ہو کر رہ گئے۔

زیدؓ کا والد اُن کی تلاش میں رسول اللہؐ کے پاس پہنچا اور اُنہیں آزاد کرنے کی درخواست کی۔ رسول اللہؐ نے زید کو بلا کے فرمایا کہ اے زیدؓ تجھے اختیار ہے چاہو تو میرے پاس رہو، چاہو تو اپنے والدین کے ساتھ وطن واپس چلے جاؤ۔ زید کا یہ جواب عشق و محبت کی دنیا میں ہمیشہ یاد رہے گا کہ ''میرے آقا! میں آپؐ کی بجائے کسی دوسرے کے ساتھ جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب آپؐ ہی میرے مائی باپ ہیں۔'' (ابن سعد) 33

رسول کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ایک خادم کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت ام سلیمؓ اور ابوطلحہؓ نے اپنے بیٹے کو لا کر پیش کر دیا کہ حضور! یہ

بچہ انس آپؐ کی خدمت کرے گا۔(بخاری) 34

والدین کی طرح لاڈ اور پیار کی خاطر حضورؐ انسؓ کو ''بیٹا'' اور ''انیس'' کہہ کر پکارتے۔کبھی ازراہ مذاق ''یاذالاذنین'' یعنی دو کانوں والا کہہ کر یاد فرماتے۔(ترمذی) 35

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی تھی کہ ''اے خدا انسؓ کے مال واولاد میں برکت دے اور اسے جنت میں داخل کرنا!''(بخاری) 36

حضرت انسؓ خادم رسولؐ کے مبارک لقب سے یاد کئے جانے لگے۔وہ اس پر فخر کیا کرتے تھے، کیوں نہ کرتے در نبویؐ کی گدائی سے بڑھ کر فخر کا کیا مقام ہوگا۔حضرت انسؓ نے اس تعلق کی بدولت دینی و دنیاوی برکات حاصل کیں۔

حضرت انسؓ کو آنحضرت ﷺ سے غایت درجہ عشق اور محبت تھی۔آپؐ کے پاس رسول اللہؐ کے تبرکات میں سے ایک موئے مبارک تھا۔بوقت وفات وصیت کی کہ میرے آقا کا یہ بال میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔رسول اللہؐ کی یادگار ایک چھڑی بھی آپؓ کے پاس تھی۔آپؓ کی وصیت کے مطابق یہ بھی آپؓ کے پہلو میں دفن کی گئی۔سبحان اللہ! محبوب کی جو شئے بھی میسر تھی اس سے بوقت وفات بھی جدائی گوارا نہ تھی تو رسول اللہؐ کی جدائی ان پر کیسی شاق گزری ہوگی۔

وفات رسولؐ کے بعد آپؓ اکثر دیوانہ و بے خود ہو جاتے اور کیوں نہ ہوتے اگر حسّان کی آنکھوں کی پتلی نہ رہی تھی تو انسؓ کا نور نظر بھی تو جاتا رہا تھا۔اسی حد درجہ

محبت کا نتیجہ تھا کہ اکثر خواب میں ''خادم رسول'' اپنے آقا سے ملاقات کیا کرتا۔

آقاؐ کی باتیں سناتے تو الفاظ میں نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے۔حضرت انسؓ کے اس خادمانہ تعلق کو صرف وفات رسول ہی جدا کر سکی۔

✓ حضرت اسامہؓ بھی رسول اللہؐ کے آزاد کردہ غلام زید کے بیٹے تھے اور ''حِبّ رسول'' یعنی رسول اللہؐ کے محبوب کہلاتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''اسامہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے سوائے (میری بیٹی) فاطمہ کے۔خود اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ انہیں اور حضرت حسینؓ کو دونوں رانوں پر بٹھا لیتے اور فرماتے۔''اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔''(بخاری) 37 رسول اللہؐ نے آخری بیماری میں رومیوں کے خلاف جو لشکر تیار کیا اسکی کمان کم سن اسامہ کے سپرد فرمائی۔(بخاری) 38

✓ اسامہؓ حضور کی آخری بیماری میں آپؐ سے الوادعی ملاقات کرنے آئے وہ بیان کرتے ہیں۔''جب میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے دونوں ہاتھ مجھ پر رکھے اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائے۔میں جانتا ہوں کہ حضورؐ میرے لئے دعا کر رہے تھے۔''

سبحان اللہ آقا کی غلام پر شفقت کا عجیب عالم ہے کہ مرض الموت میں بھی اس یتیم بچہ کے لئے دعا گو ہیں گویا اسے خدا کے حوالے کر رہے ہیں دراصل یہ آپؐ کی طبعی محبت کا اظہار تھا۔

✓ غزوۂ موتہ میں اسامہؓ کے والد حضرت زیدؓ کی شہادت پر رسول اللہؐ نے

اسامہؓ کی بہن کو روتے دیکھا تو آپؐ بھی رو پڑے۔ سعد بن عبادہؓ نے عرض کی حضورؐ یہ کیا! فرمایا یہ جذبہ محبت ہے۔

رسول اللہؐ کے باوفا غلاموں میں ثوبانؓ بن مالک بھی تھے۔ ایک دفعہ روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ رسول اللہؐ نے حال پوچھا تو کہنے لگے یا رسول اللہؐ! اس دنیا میں تو جب جی کرتا ہے آکر آپؐ کی زیارت کر لیتے ہیں۔ اگلے جہاں میں تو آپؐ بلند مقامات پر ہوں گے تب آپؐ تک رسائی کیسے ہوگی؟ یہ خیال بے چین کر دیتا ہے۔ رسول کریمؐ نے ثوبانؓ کو خوشخبری دی کہ آدمی اسکے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ (بخاری) 39

ربیعہؓ اسلمی رسول اللہؐ کے ایک اور خادم تھے۔ ایک دن نبی کریمؐ نے انکی خدمتوں سے خوش ہوکر انعام سے نوازنا چاہا۔ فرمایا ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو؟ کچھ سوچ کر ربیعہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہیے۔ فرمایا کچھ اور مانگ لو۔ عرض کیا بس یہی کافی ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا پھر ڈھیر سارے سجدوں، دعاؤں اور نمازوں سے میری مدد کرنا۔ (مسلم) 40

حضرت جابرؓ اپنے والد عبداللہؓ بن حرام کے بارہ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حلوا تیار کروایا پھر مجھے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں تحفہ پہنچا کر آؤ۔ میں لے کر گیا، حضورؐ فرمانے لگے ''جابرؓ! کیا گوشت لائے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''نہیں اے اللہ کے رسولؐ! میرے والد

نے یہ حلوا آپؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھجوایا ہے'' آپؐ نے فرمایا ''ٹھیک ہے۔'' اور اُسے قبول فرمایا۔ میں جب واپس گیا تو والد نے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے تمہیں کیا فرمایا تھا۔ میں نے عرض کر دیا کہ حضورؐ نے پوچھا تھا کہ کیا گوشت لائے ہو؟ میرے والد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقا رسول اللہؐ کو گوشت کی خواہش ہوگی۔ چنانچہ والد صاحب نے اسی وقت اپنی ایک دودھ دینے والی بکری ذبح کر دی۔ پھر گوشت بھوننے کا حکم دیا اور مجھے حضورؐ کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت دے کر بھجوایا۔ حضورؐ نے بہت محبت سے دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کیا اور فرمایا ''انصار کو اللہ تعالیٰ بہت جزا عطا فرمائے خاص طور پر عمرو بن حرام کے قبیلے کو۔'' (ھیثمی) 41

جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ اُحد میں شہید ہوگئے اور اپنے پیچھے جابرؓ کے علاوہ سات بیٹیاں چھوڑیں۔ رسول اللہؐ حضرت جابرؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ کی وفات کے بعد یہودی ساہوکاروں کا ایک بھاری قرض حضرت جابرؓ پر تھا۔ رسول اللہؐ کی دعا کی برکت سے وہ ادا ہوا۔ (بخاری) 42

ایک سفر میں جابرؓ کا اونٹ تھک کر اڑ گیا تو رسول اللہؐ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ بھاگنے لگا۔ (بخاری) 43

جابرؓ کو بھی رسول اللہؐ کی شفقتیں دیکھ کر آپؐ سے ایک والہانہ عشق ہو گیا تھا اور رسول اللہؐ کی کوئی تکلیف ان سے دیکھی نہ جاتی تھی۔